کوئی صحیح حدیث قرآن کے خلاف نہیں!

قرآن و حدیث دونوں کا وحی اور اصولِ دین ہونا مسلمانوں کا اجماعی و اتفاقی عقیدہ ہے ، ہر قسم کے تنازع اور اختلاف کو ان کی طرف لوٹانے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے ، معلوم ہوا کہ قرآن و حدیث دونوں اللہ کی طرف سے ہیں اور حق ہیں اور اللہ تعالیٰ کی حفاظت کے ساتھ محفوظ و معصوم ہیں ، ورنہ ان کی طرف تنازع اور اختلاف لوٹانے کا کیا معنیٰ؟ نیز ثابت ہوا کہ شرعی نصوص آپس میں متفق و متحد ہیں ، حقیقت میں ان کے مابین کوئی تعارض نہیں ، ورنہ اختلاف کے وقت ان کی طرف رجوع کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ۔

امام ابن ابی العز الحنفی a(۷۹۲ھ)لکھتے ہیں : والأمور الّتی تنازع فیها الأمّۃ فی الأصول والفروع اذا لم تردّ الی اللّٰہ والرّسول لم یتبیّن فیها الحقّ ، بل یصیر فیها المتنازعون علی غیر بیّنۃ من أمرهم ۔۔۔۔ ''جن اصول و فروع امور میں امت نے اختلاف کیا ہے ، جب ان کو اللہ و رسول کی طرف نہ لوٹایا جائے، حق واضح نہیں ہوتا ، بلکہ اختلاف کرنے والے اپنے معاملے پر بغیر دلیل کے رہ جاتے ہیں ۔''(شرح العقیدۃ الطحاویۃ : ص ۵۱۵)

قرآن وحی ہے ، حدیث بھی وحی ہے ، قرآن محفوظ ہے ، حدیث بھی اللہ تعالیٰ کی حفاظت سے محفوظ ہے ، قرآن حق ہے ، حدیث بھی حق ہے ، قرآن نور ہے ، حدیث بھی نور ہے ، قرآن ہدایت ہے ، حدیث بھی ہدایت ہے ، قرآن فرقان ہے ، حدیث بھی فرقان ہے ، جس طرح قرآن کی تصدیق ضروری ہے ، اسی طرح حدیث کی تصدیق بھی ضروری ہے ، جس طرح قرآن پر ایمان لانا ضروری ہے ، اسی طرح حدیث پر ایمان لانا بھی ضروری ہے ، جس طرح قرآن پرعمل ضروری ہے ، اسی طرح حدیث پر بھی عمل کرنا بھی ضروری ہے ، دونوں کے اللہ کا دین اور اس کا علم ہونے میں کوئی شک نہیں ، اسی لیے اختلاف کے وقت ان کی طرف رجوع ضروری ہے ، یہی اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان کی دلیل ہے ، یہ ایمان کے موجبات اور لوازم میں ہے ، بلکہ ایمان کی صحت کے لیے شرط ہے اس کے بغیر امت کے اتحاد واتفاق کا خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکتا ، ضلالت و جہالت اور بدعتیوں کے طورطریقوں سے بچنے اور تلاشِ حق کا یہی واحد راستہ ہے ، درحقیقت یہ حق کی پیروی ہے ۔

فرمانِ باری تعالیٰ ہے : (فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِکَ خَیْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا)
''پس اگر تم کسی چیز کے بارے تنازع میں پڑ جاؤ تو اس کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو ، یہ بہتر اور خوب ترین تعمیل ہے ۔''

علامہ شاطبی aلکھتے ہیں : وهذہ صریحۃ فی رفع التّنازع والاختلاف ، أی عن الشّریعۃ ، فانّہ ردّ المتنازعین الی الشّریعۃ ، ولیس ذلک الّا لیرتفع الاختلاف ، ولا یرتفع الاختلاف الّا بالرّجوع الی شیء واحد ، اذ لو کان فیہ ما یقتضی الاختلاف لم یکن فی الرّجوع الیہ رفع تنازع ، وهذا باطل ۔۔۔۔
''یہ آیت شریعت میںتنازع و اختلاف نہ ہونے پر واضح دلیل ہے ، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اختلاف کرنے والوں کو شریعت کی طرف لوٹنے کا حکم فرمایا ہے اور یہ اسی لیے ہے کہ اختلاف ختم ہو جائے ، اختلاف تو تب ہی ختم ہو گا جب کسی ایک ہی چیز کی طرف رجوع کیا جائے ، کیونکہ اگر اسی چیز میں ہی اختلاف والی کوئی بات ہوئی تو پھر اس کی طرف رجوع سے اختلاف ختم نہ ہوگا اور یہ باطل بات ہے ۔''
(الموافقات للشاطبی : ٤/١١٩، الاعتصام للشاطبی : ٢/٣٠٩۔٣١٠)

حافظ ابن قیّم aفرماتے ہیں : ولو لم یکن فی کتاب اللّٰہ وسنّۃ رسولہ بیان حکم ما تنازعوا فیہ ، ولم یکن کافیا لم یأمر بالردّ الیہ ، اذ من الممتنع أن یأمر تعالیٰ بالرّدّ عند النّزاع الی من لا یوجد عندہ فصل النّزاع ۔۔۔۔ ''اگر کتاب اللہ اور سنتِ رسول میں لوگوں کے اختلاف کا حل نہ ہوتا اور یہ چیز کافی نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف رجوع کا حکم نہ فرماتے ، کیونکہ یہ بات ممتنع ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسی چیز کی طرف رجوع کا حکم فر مائے جس میں اختلاف کا حل موجود نہ ہو ۔''(اعلام الموقعین : ١/٤٩)

امام میمون بن مہران تابعی a(٤٠۔١١٧ھ)فرماتے ہیں : الرّدّ الی اللّٰہ الرّدّ الی کتابہ ، والرّدّ الی الرّسول اذا کان حیّا ، فلمّا قبضہ اللّٰہ فالرّدّ الی سنّتہ ۔۔۔۔
''اللہ کی طرف لوٹنے سے مراد اس کی کتاب کی طرف لوٹنا ہے اور جب رسولِ کریم

eزندہ تھے اس وقت ان کی ذات کی طرف لوٹنا تھا اور جب آپ فوت ہو گئے تو اب آپ کی سنت کی طرف رجوع کرنا ہے۔''
(تفسیر طبری : ٥/٩٦ ، مشکل الآثار للطحاوی : ١/٤٧٤، الفقیہ للخطیب : ١/١٤٤، وسندہ حسن)
امام عطاء بن ابی رباح a(م١١٤ھ)اس آیت ِ کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں : الی اللّٰہ : الی کتاب اللّٰہ جلّ وعلا ، والی الرّسول : الی سنّۃ رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔
''اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے سے مراد اللہ تعالیٰ کی کتاب کی طرف رجوع کرنا ہے اور رسول کی طرف رجوع سے مراد رسول اللہ eکی سنت کی طرف رجوع ہے ۔''(الشریعۃ للآجری : ٥٨، وسندہ، حسن)
حافظ ابن قیّم aلکھتے ہیں : انّ النّاس أجمعوا أنّ الرّدّ الی اللّٰہ سبحانہ هو الرّدّ الی کتابہ ، والرّدّ الی الرّسول صلی اللہ علیہ وسلم هو الرّدّ الیہ نفسہ فی حیاتہ والی سنّتہ بعد وفاتہ ۔
''لوگوں نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف اختلاف لوٹانے کا مطلب اس کی کتاب کی طرف اختلاف لوٹانا ہے اور رسولِ کریم eکی طرف اختلاف لوٹانے کا معنیٰ و مفہوم آپ کی زندگی میں آپ کی ذاتِ بابرکات کی طرف اور آپ کی وفات کے بعد آپ کی سنت کی طرف اختلاف کو لوٹانا ہے ۔''(اعلام الموقعین : ١/٤٩)
علامہ شوکانی aلکھتے ہیں : فقد اتّفق المسلمون سلفهم وخلفهم من عصر الصّحابۃ الی عصرنا هذا أنّ الواجب عند الاختلاف فی أیّ أمر من أمور الدّین بین الأئمّۃ المجتهدین ، هو الرّدّ الی کتاب اللّٰہ سبحانہ ، وسنّۃ رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم ، النّاطق بذلک الکتاب العزیز : (فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِکَ خَیْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا)(النساء : ٥٩)ومعنیٰ الرّدّ الی اللّٰہ سبحانہ : الرّدّ الیٰ کتابہ ، ومعنیٰ الرّدّ الی الرّسول صلی اللہ علیہ سلم الرّدّ الی سنّتہ بعد وفاتہ ، وهذا ممّا لا خلاف فیہ بین جمیع المسلمین ۔ ''صحابہ کرام کے دور سے لے کر آج تک کے مسلمان سلف و خلف کا اجماع ہے کہ امورِ دین میںسے کسی بھی امر میں مجتہدین کے درمیان اختلاف کی صورت میں ضروری کام کتاب اللہ اور سنت ِ رسول کی طرف رجوع کرنا ہے ، قرآنِ کریم نے اسے یوں بیان کیا ہے : (پھر اگر تم کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹاؤ) ، اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹانے کا مطلب اس کی کتاب کی طرف لوٹانا ہے ، جبکہ اس کے رسول کی طرف لوٹانے کا معنیٰ آپ کی وفات کے بعد آپ کی سنت کی طرف لوٹانا ہے ، یہ ایسی باتوں میں سے ہے جن میں تمام مسلمانوں میں کوئی اختلاف نہیں۔''(شرح الصدور بتحریم رفع القبور : ص١)
حافظ ابنِ کثیر a(٧٠١۔٧٧٤ھ)لکھتے ہیں : وهذا أمر من اللّٰہ عزّ وجلّ بأنّ کلّ شیء تنازع النّاس فیہ من أصول الدّین وفروعہ ، أن یردّ التّنازع فی ذلک الی الکتاب والسّنّۃ ، کما قال تعالیٰ : (وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِیْہِ مِنْ شَیْءٍ فَحُکْمُہٗ اِلَی اللّٰہِ ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبِّی عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْہِ اُنِیبُ)، فما حکم بہ الکتاب والسّنّۃ ، وشهدا لہ بالصّحّۃ ، فهو الحقّ ، وما ذا بعد الحقّ الّا الضّلال ، ولهذا قال تعالیٰ : (اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ) ، أی ردّو الخصومات والجهالات الی کتاب اللّٰہ وسنّۃ رسولہ ، فتحاکموا الیهما فیما شجر بینکم : (اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ) ، فدلّ علی أنّ من لم یتحاکم فی محلّ النّزاع الی الکتاب والسّنّۃ ، ولا یرجع الیهما فی ذلک ، فلیس مؤمنا باللّٰہ ولا بالیوم الآخر ، وقولہ : (ذٰلِکَ خَیْرٌ) أی التّحاکم الی کتاب اللّٰہ وسنّۃ رسولہ ، والرّسول الیهما فی فصل النّزاع خیر : (وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا) أی وأحسن عاقبۃ ومآلا ۔ ''یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہے کہ دین کے اصول و فروع میں سے ہر وہ چیز جس میں لوگوں کا اختلاف ہو اس اختلاف کو کتاب و سنت کی طرف لوٹایا جائے ، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے : (اور جس چیز میں تم اختلاف کرو ، اس کا فیصلہ اللہ ہی کی طرف لوٹاؤ)، جو فیصلہ کتاب وسنت کریں اور جس کے صحیح ہونے کی وہ گواہی دیں ، وہ حق ہے اور حق کے علاوہ صرف گمراہی ہے ، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا : (اگر تم اللہ و یوم ِ آخرت پر ایمان لاتے ہو تو ۔۔۔)یعنی اپنے اختلافات اور اپنی لا علمی کو کتاب اللہ اور سنت ِر سول کی طرف لوٹاؤ اور جس بارے تمہارے درمیان جھگڑا ہو اسے انہی دونوں کی طرف لے کر آؤ ، اگر تم اللہ و یوم ِ آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو ، اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص اپنے اختلاف میں کتاب و سنت کی طرف فیصلہ لے کر نہ آئے اور رجوع نہ کرے وہ اللہ تعالیٰ اور یوم ِ آخرت پر ایمان نہیں رکھتا ،نیز فرمانِ باری تعالیٰ : (ذٰلِکَ خَیْرٌ)کا مطلب ہے کہ اختلاف کے فیصلے کے لیے قرآن و سنت کی طرف رجوع بہتر ہے (وَاَحْسَنُ تَأْوِیْلاً)یعنی

یہ کام عاقبت اور انجام کے لحاظ سے بہترین ہے ۔''(تفسیر ابن کثیر : ۲/۳۱۳بتحقیق عبد الرزاق مهدی)

نیز اللہ رب العزت کا فرمان ہے : (وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهُ اِلَى اللّٰهِ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبِّي عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيبُ)(الشوریٰ : ۱۰)

''اور جس چیز میں بھی تم اختلاف کر و ، اس کا فیصلہ اللہ کی طرف (لے کر آؤ)۔''

آیت ِ کریمہ میں اختلاف کو اللہ کی طرف لوٹانے کا حکم دیا گیا ہے ، قرآن و حدیث دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں ، اللہ تعالیٰ نے رسولِ کریم eکی اطاعت کا حکم دیا ہے اور آپ eکے فیصلوں کو قبول نہ کرنے پر وعید بھی سنا ئی ہے ، مزید اس آیت کی تفسیرسورۂ نساء کی آیت نمبر ۵۹ نے کر دی ہے ، اسی لیے حافظ ابنِ کثیر aلکھتے ہیں :

مهما اختلفتم فيه من الأمور ، وهذا عامّ فی جميع الأشياء (فَحُكْمُهُ، اِلَى اللّٰهِ) أی هو الحاكم فيه بكتابه وسنّة نبيّه صلی اللہ علیه وسلم ، كقوله جلّ وعلا: (فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ)(النساء : ۵۹)

''جس چیز میں بھی تم اختلاف کرو ، یہ تمام چیزوں میں عام حکم ہے کہ اس کا فیصلہ اللہ کی طرف لوٹایا جائے ، یعنی اللہ اپنی کتاب اور اپنے نبی eکی سنت کے ذریعے اس میں فیصلہ کر ے گا ، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے : (فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ)(النساء : ۵۹)(پس اگر تم کسی چیز میں اختلاف کرو تو اس کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو)۔''(تفسیر ابن کثیر : ۵/۴۹۳)

تنبیہ : اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے : (وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ۭ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَ اِ لٰى اُولِي الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ)(النساء : ۸۳)

''اور جب ان کے پاس امن یا خوف کا کوئی امر آتا ہے تو وہ اس کو پھیلا دیتے ہیں اور اگر وہ اس کو رسول اور اولی الامر کی طرف لوٹاتے تو اسے ان میں سے اہل تحقیق جان لیتے ۔''

اگر یہ کہا جائے کہ پہلے یہ ذکر گزرا ہے کہ اختلاف کو صرف اللہ اور اس کے رسول eکی طرف لوٹانا ہے ، جبکہ اس آیت ِ کریمہ میں رسول اور اولی الامر کی طرف لوٹانے کا ذکر ہے ، قرآنِ مجید میں یہ تعارض و اشکال کیسے دور ہو گا ؟

F نمبر 1 : اس آیت ِ کریمہ میں تنازع اور اختلاف کا سرے سے ذکر ہی نہیںہے ، بلکہ مسلمانوں کو بیان کیا جارہا ہے کہ فتح یا شکست کی خبریں بغیر تحقیق آگے پھیلانے کے بجائے رسول اللہ eکی زندگی میں آپ تک پہنچا دو ، آپ کی وفات کے بعد اہل علم و تحقیق مسلمان حکمرانوں اور مسلمان سپہ سالاروں کے سامنے پیش کریں کہ یہ خبر صحیح ہے یا غلط ، اس کو نشر کرنا مفید ہے یا اسلام اور اہل اسلام کی مصلحت کی خاطر چھپانا واجب ہے ، اس لیے حافظ ابنِ کثیر aلکھتے ہیں : وفی هذه الآیة انکار علی من یبادر الی الأمور قبل تحقیقها ، فیخبر بها ویفشیها ، وینشرها ، وقد لا یکون لها صحّة ۔

''اس آیت ِ کریمہ میں اس شخص پر انکار ہے جو تحقیق سے پہلے ہی جلدی سے امور کی خبر دیتا ہے اور ان کو پھیلاتا ہے ، جبکہ بسا اوقات وہ امور صحیح ثابت نہیں ہوتے ۔''(تفسیر ابن کثیر : ۲/۳۳۲)

2 نبی اکرم eکا فرمان ہے : کفیٰ بالمرء کذبا أن یحدّث بکلّ ما سمع ۔

''آدمی کی (تباہی کے لیے)یہی گنا ہ کافی ہے کہ وہ ہر سنی ہوئی بات کو (بغیر تحقیق کے آگے)بیان کر دے۔''(مقدمہ صحیح مسلم : ۵، سنن ابی داود : ۴۹۹۲، وسندہ، صحیح وصححہ ابن حبان : ۳۰)

لہٰذا آیات کے درمیان ظاہری تعارض دور ہوا ، اس تعارضِ قرآنی کو دور کرنے میں حدیث مددگار ثابت ہوئی ہے ۔